طلاق سے متعلق چند اہم اور ضروری مسائل پر
ایک ایسی تحریر جو ہر گھر کی ضرورت ہے

تحقیقِ طلاق

حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

کرمانوالہ بک شاپ
دوکان نمبر ۲، دربار مارکیٹ، لاہور
Voice: 042-7249515

طلاق سے متعلق چند اہم اور ضروری مسائل پر
ایک ایسی تحریر جو ہر گھر کی ضرورت ہے

تحقیقِ طلاق

مولانا محمّد صدّیق مزاروی

کرمانوالہ بک شاپ
دکان نمبر ۲ - دربار مارکیٹ لاہور

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد اسمٰعیل شاہ بخاری

المعروف حضرت کرمانوالے

حضرت سید محمد علی شاہ بخاری

حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری

حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری

حضرت پیر
سید صمصام علی شاہ بخاری

حضرت پیر
سید میر طیب علی شاہ بخاری

الحاج صوفی
برکت علی

ناشر
حاجی پیر انعام اللہ لطفی نقشبندی برکاتی

زیر اہتمام
سمیع اللہ برکت

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت 21 فروری 2010
قیمت 20 روپے

کلمات اعزاز

از علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج ذرائع ابلاغ کی فراوانی کے باوجود بہت سے لوگ دینی مسائل سے بے خبر ہونے کی بناء پر ناجائز اور حرام کاموں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور بعض اوقات اپنے کیے پر نادم اور پشیمان بھی ہوتے ہیں۔

انہی مسائل سے طلاق کے مسائل ہیں، مرد و زن کے درمیان نکاح ایسا مقدس عقد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کے ذریعے مشروع اور محبوب عمل قرار دیا۔ مرد اور عورت دونوں کا فریضہ ہے کہ حتی الامکان اسے زندگی کے آخری دم تک نبھائیں۔ طلاق شرعاً ناپسندیدہ فعل ہے، لیکن اگر یکجا رہنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو مرد اچھی طرح سوچ بچار کرے اور اپنے اہل دانش وتقویٰ رشتہ داروں سے صلاح مشورہ کرے اور اگر یہی فیصلہ ہو کہ دونوں کو الگ الگ ہو جانا چاہیے تو صرف ایک طلاق دے تین طلاقیں ہرگز نہ دے ورنہ گنہگار بھی ہوگا اور واپسی کا راستہ بھی بغیر حلالے کے بند ہو جائے گا۔ مولانا محمد صدیق ہزاروی متعدد کتب کے مصنف اور مترجم ہونے کے ساتھ ساتھ عوامی مسائل کا گہرا شعور بھی رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے تجہیز و تکفین کے مسائل پر ایک کتابچہ لکھ کر کثیر تعداد میں تقسیم کر چکے ہیں۔ پیش نظر کتابچہ میں نکاح اور طلاق کے ضروری مسائل جمع کر دیے ہیں، اس طرح انہوں نے وقت کی ایک اہم ضرورت پوری کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، اس کتابچے کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہیے۔

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نکاح کا قائم رہنا باہمی محبت اور خاندانی تعلقات کے فروغ کا ضامن ہے جب کہ طلاق اختلافات، خاندانی جھگڑوں اور اس کے علاوہ بے شمار خرابیوں کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے طلاق صرف اور صرف شدید ضرورت کے وقت دی جائے اور وہ بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق ہونی چاہیے۔

لیکن ہمارے ہاں طلاق دینے کے سلسلے میں جس جذباتیت اور لاعلمی کا مظاہرہ ہوتا ہے اس نے بہت سی پریشانیوں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

ایک دینی خادم کی حیثیت سے راقم کو تجربات کی روشنی میں جو کچھ معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ طلاق کے سلسلے میں ہمارے ہاں بنیادی طور پر تین خرابیاں پائی جاتی ہیں

(۱) غصے کی حالت میں جذبات پر قابو نہ پاتے ہوئے فوراً طلاق دے دینا۔

(۲) طلاق دیتے ہوئے اس قدر جذباتی ہو جانا کہ بیک وقت تین طلاقیں دے دینا۔

(۳) طلاق دیتے ہوئے عام فہم اور معروف الفاظ کی بجائے الٹے سیدھے الفاظ استعمال کرنا۔

چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ اس اقدام کے بعد جب غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور جذبات کی آگ بجھ جاتی ہے تو ایسے لوگ پریشانی کے عالم میں مارے مارے پھرتے

ہیں۔ اب یا تو وہ ساری زندگی کف افسوس ملتے رہتے ہیں یا ایسے لوگوں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں جو تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیں۔

یوں یہ لوگ ان حضرات کی بات پر عمل کر کے بظاہر مطمئن ہو جاتے ہیں لیکن درحقیقت وہ مسلسل گناہ کبیرہ کے مرتکب رہتے ہیں۔

راقم نے اس سے پہلے میت کے مسائل سے متعلق ''تجہیز و تکفین'' کے نام سے ایک جامع رسالہ تحریر کیا جو الحمد اللہ مقبول ہوا، اور امت مسلمہ کے ان افراد کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوا جو ان مسائل سے ناواقف تھے۔

چونکہ طلاق کے مسئلے میں بھی ہمارے مسلمان بھائی پریشانیوں کا شکار رہتے ہیں۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اس موضوع پر ایک نہایت عام فہم کتابچہ تحریر کیا جائے جس میں تفصیلی مسائل کی بجائے چند اہم بنیادی اور ضروری مسائل ذکر کیے جائیں۔

یہ کتابچہ ہر گھر میں نہ صرف موجود رہے بلکہ اس کا بار بار مطالعہ کر کے مسائل سے آگاہی حاصل کی جائے۔

راقم کے استاذ محترم محقق وادیب عالم دین شیخ الحدیث علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ العالی نے مفید مشوروں اور ''کلمات اعزاز'' کے ذریعے حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی علمی دینی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین،

اس کتابچے کی اولین اشاعت کے سلسلے میں راقم کے نہایت ہی کرم فرما اور علم دوست شخصیت جناب عبد العزیز خان صاحب گلشن راوی لاہور نے طباعت کے تمام اخراجات کی ذمہ داری قبول کی اور اب یہ سعادت اشاعتی میدان کا معروف ادارہ ایچ غلام محمد اینڈ سنز حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علم دوست احباب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس کتابچے کو امت کی راہنمائی کے لئے مفید بنائے۔ آمین

محمد صدیق ہزاروی لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلاق ناپسندیدہ عمل ہے

چونکہ طلاق کے ذریعے صرف بیوی خاوند کے درمیان جدائی ہی نہیں ہوتی بلکہ دو خاندانوں کے درمیان نفرت کی دیوار بھی کھڑی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تو باہمی جھگڑوں کا نہ ختم ہونے والا ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے جس کے نتیجے میں کئی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے اور ان کی آئندہ زندگی برباد ہو کر رہ جاتی ہے۔

اس لئے طلاق کو جائز ہونے کے باوجود ایک ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ الطَّلَاقُ: (سنن ابی داؤد ص ۲۹۶) اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز کاموں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ (عمل) طلاق ہے۔

اور اگر کوئی عورت کسی اشد مجبوری کے بغیر طلاق کا مطالبہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو سے محروم ہو جاتی ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَہَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ" عَلَیْہَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ: (جامع ترمذی ص ۱۹۱) جو عورت کسی اشد مجبوری کے بغیر اپنے خاوند

سے طلاق کا مطالبہ کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

ان روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کی بات برداشت کرتے ہوئے حتی الامکان طلاق جیسے ناپسندیدہ عمل سے بچنا چاہیے

طلاق سے پہلے: گھروں میں معمولی نوعیت کے جھگڑے اور اختلافات ہوتے ہی رہتے ہیں اور بعض اوقات کوئی بڑا جھگڑا بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں اگر خاوند بیوی دونوں برداشت سے کام لیں بلکہ گھر کے دوسرے افراد بھی قابل تعریف کردار ادا کریں تو طلاق کی نوبت نہیں آتی۔ اگر عورت خاوند کی نافرمانی پر اتر آئے تو بھی فوری طور پر طلاق دینے سے منع کیا گیا، بلکہ اصلاح کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن پاک نے جو راستہ بتایا ہے وہ اس طرح ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ: (سورہ نساء آیت ۳۴) اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تمہیں ڈر ہو تو انہیں پہلے نرمی سے سمجھاؤ اور پھر خواب گاہوں سے انہیں الگ کر دو اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) انہیں مارو۔

اس آیت میں اصلاح کا طریقہ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یعنی ایسی عورتیں جن سے نافرمانی کا ڈر ہو پہلے انہیں زبان سے سمجھایا جائے، ٹھیک ہو جائیں تو بہتر ورنہ گھر کے اندر ان کا سوشل (سماجی) بائیکاٹ کیا جائے۔ ہو سکتا ہے اب وہ سمجھ جائیں اور اگر اب بھی باز نہ آئیں تو ہلکی پھلکی سزا دو یعنی ایسی سزا دی جائے جو اصلاح کا باعث بنے، اذیت ناک نہ ہو کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فاتقو اللہ عزّ وجلّ فی النساء: (مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۷۳)

عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو

اور ایک روایت میں اس طرح ہے آپ نے فرمایا:

وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِی الْبَیْتِ۔

(سنن ابی داؤد ص ۲۹۱)

''نہ تو عورت کے چہرے پر مار، اور نہ ناشائشتہ کلام کر اور بائیکاٹ بھی گھر کے اندر کر''

اگر ان مندرجہ بالا صورتوں کو اپنانے کے بعد عورت راہ راست پر آجاتی ہے تو اب طلاق دینے جیسے ناپسندیدہ عمل سے بچنا ضروری ہے، ارشاد خداوندی ہے۔

فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا: (سورہ نساء آیت ۳۴)

پس اگر وہ عورتیں تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔

مقصد یہ ہے کہ جب عورت خاوند سے بغاوت نہیں کرتی اور اب اطاعت گزار ہو چکی ہے اور گھر کا سکون بحال ہو چکا ہے تو اب طلاق دے کر اسے پریشان نہ کیا جائے۔

مصالحتی کمیٹی: اگر مندرجہ بالا تین طریقے بھی مفید ثابت نہ ہوں اور اتفاق و اتحاد کی کوئی راہ نہ نکلے بلکہ میاں بیوی کے درمیان عداوت اور اختلاف کی دیوار کھڑی ہو جائے تو اب ذمہ دار حضرات مثلاً حکومتی افراد یا علاقے کے کونسلر یا محلہ دار اور گاؤں کے قابل اعتماد بزرگ حضرات کا فرض ہے کہ وہ دو آدمیوں پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کریں جس میں سے ایک عورت کے خاندان سے ہو اور دوسرا مرد کے خاندان سے

تعلق رکھتا ہو، کیونکہ رشتہ داری کی بنیاد پر یہ لوگ اندرونی حالات سے زیادہ واقف ہوتے ہیں، یہ حضرات مصالحت کی کوشش کریں۔

نوٹ: مصالحتی کمیٹی میں حسب ضرورت دوسرے مناسب افراد کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے نیز کمیٹی دو سے زیادہ آدمیوں پر بھی مشتمل ہو سکتی ہے۔

اگر ان لوگوں نے خلوص نیت سے کام لیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا: (سورہ نساء آیت ۳۵)

اگر تمہیں ان کے درمیان ناچاکی کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد کے خاندان سے اور ایک پنچ عورت کے خاندان سے مقرر کرو اگر وہ دونوں ان کے درمیان صلح کا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان (میاں بیوی) کے درمیان موافقت پیدا کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

طلاق کی نوبت: اگر ان تمام طریقوں کو اپنانے کے باوجود حالات بہتر نہ ہو سکیں اور خاوند بیوی کے درمیان صلح کی کوئی صورت پیدا نہ ہو بلکہ ان کا اکٹھا رہنا ناممکن ہو جائے تو سخت مجبوری کے تحت طلاق دی جائے۔

لیکن طلاق دیتے وقت یہ بات پیش نظر رہے کہ اگر کسی وقت حالات بدل

جائیں، ان دونوں کے درمیان صلح ہو جائے اور اب دوبارہ میاں بیوی کی حیثیت اختیار کرنا چاہیں تو کسی قسم کی پریشانی اٹھانا نہ پڑے۔

لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم طلاق کی اقسام، طلاق دینے کے طریقوں اور طلاق کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ سے مکمل طور پر آگاہ ہوں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہو کہ طلاق دینے کا بہترین طریقہ کیا ہے!

طلاق کے الفاظ: طلاق دینے کے لئے دو قسم کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں:

(۱) صریح (۲) کنایہ

''طلاق کا لفظ'' استعمال کرنا صریح ہے، مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتے ہوئے یوں کہے کہ طَلَّقْتُکِ (میں نے تجھے طلاق دی)

اس صورت میں نیت بھی شرط نہیں، نیت کرے یا نہ کرے ایک طلاق واقع ہو جائے گی، اور یہ طلاق رجعی کہلاتی ہے یعنی عدت کے اندر اندر رجوع کر سکتا ہے۔ اگر عدت گزرنے کے بعد دوبارہ اکٹھا ہونا چاہیں تو نئے سرے سے نکاح کرنا ہو گا۔ لفظ ''طلاق'' کے علاوہ جو الفاظ طلاق دینے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں وہ ''کنایہ'' کہلاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی لفظ استعمال کرے اور طلاق کی نیت کرے تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے کی نیت سے کہے ''میرے گھر سے چلی جا'' تو اس سے طلاق بائن واقع ہوگی۔ بائن کا مطلب یہ ہے کہ اب دوبارہ رکھنا چاہے تو از سر نو نکاح کرنا ہوگا۔

نوٹ: تفصیل آگے آ رہی ہے۔

صریح طلاق کی اقسام

صریح طلاق کی تین قسمیں ہیں:

(۱) طلاق احسن (۲) طلاق حسن (۳) طلاق بدعت

طلاق احسن: طلاق دینے کا سب سے اچھا طریقہ طلاق احسن کہلاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جب عورت کی مخصوص حالت یعنی حیض (ماہواری) ختم ہو جائے اور وہ پاک ہو جائے تو اب اگر طلاق دینا چاہتا ہے تو اس سے صحبت نہ کرے اور ایک طلاق دے کر چھوڑ دے۔

یہ طلاق، طلاق رجعی ہے۔ اگر وہ عدت کے دوران رجوع کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور وہ پہلے کی طرح بیوی خاوند کی حیثیت میں زندگی گزار سکتے ہیں اور اگر عدت گزر جائے تو اب صرف نکاح سے اسے دوبارہ بیوی بنا سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

نوٹ: حلالہ اور عدت کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

طلاق حسن: یہ طریقہ بھی اچھا ہے اور اسے طلاق سنت بھی کہتے ہیں، لیکن پہلا طریقہ اس سے بھی بہتر ہے۔

طلاق حسن کی صورت یہ ہے کہ طہر (پاکیزگی) کی حالت میں ایک طلاق دے، پھر حیض (ماہواری) گزرنے کے بعد جب دوسرا طہر آئے تو اس میں دوسری طلاق دے اور پھر حیض (ماہواری) آنے کے بعد جب ختم ہو جائے تو تیسری طلاق

جب تک دو طلاقیں تھیں یہ طلاق رجعی تھی رجوع کر سکتا تھا۔ اب یہ طلاق مغلظہ بن چکی ہے لہٰذا نہ تو رجوع ہو سکتا ہے اور نہ صرف نکاح سے کام بن سکتا ہے، بلکہ دوبارہ بیوی بنانے کا ارادہ ہو تو حلالہ ضروری ہوگا۔

طلاق حسن کا فائدہ یہ ہے کہ دوسری یا تیسری طلاق دینے سے پہلے خاوند کو سوچنے کا موقع مل جاتا ہے اور ممکن ہے وہ رجوع کر لے۔ لیکن بیک وقت تین طلاقیں دینے کی صورت میں رجوع کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے،

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ

(سورہ بقرہ آیت ۲۲۹)

طلاق دو بار ہے (اس کے بعد) یا تو اچھے طریقے سے روکنا ہے یا بہترین طریقے پر چھوڑ دینا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ

سورہ بقرہ آیت ۲۳۰

پس اگر اسے (عورت کو تیسری) طلاق دے تو جب تک وہ عورت کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرے اس (پہلے خاوند) کے لئے حلال نہیں۔

حلالہ: اس مندرجہ بالا آیت میں حلالہ کا ذکر ہے یعنی جب عورت کو تین طلاقیں دے دے، چاہے بیک وقت دے یا الگ الگ کر کے تو اب دوبارہ بیوی بنانے کے لئے حلالہ ضروری ہوگا۔

حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گزرنے پر وہ عورت کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرے اور وہ اس سے حقوق زوجیت بھی پورے کرے، پھر اگر وہ اپنی مرضی سے طلاق دے تو اب عدت گزرنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے۔

نوٹ: کسی شخص سے حلالہ کے لئے نکاح کرنا اور یہ شرط رکھنا کہ تم اسے طلاق دے دینا تا کہ پہلے خاوند سے نکاح ہو سکے حرام ہے۔ اور ایسے لوگوں کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اس لئے دوسرا خاوند اپنی مرضی سے طلاق دے تو ٹھیک ہے ورنہ نہ تو اسے پابند کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ایسی شرط رکھی جا سکتی ہے۔ اگر ایسی شرط رکھی گئی تو نافذ نہیں ہوگی۔

طلاق بدعت: طلاق بدعت کا مطلب یہ ہے کہ وہ طلاق جو سنت کے طریقے کے خلاف ہو۔ طلاق بدعت کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) حالت حیض میں طلاق دینا (۲) بیک وقت تین طلاقیں دینا

(۳) ایک طہر میں جماع کیا اسی میں طلاق دینا بھی بدعت ہے (۴) ایک طہر میں دو یا تین طلاقیں دینا۔

حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے، اگر ایک یا دو طلاقیں دی ہوں تو رجوع کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد جب عورت حیض سے پاک ہو پھر دوبارہ حیض آئے اور اس کے بعد پاک ہو، تو اب اگر طلاق دینا چاہے تو پاکیزگی کی حالت میں طلاق دے دے۔ اگر رجوع نہ کیا تو گناہ گار ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ان سے کہیں کہ وہ رجوع کریں۔ (سنن ابی داؤد ص ۲۹۶)

ایک لفظ سے تین طلاقیں

طلاق بدعت کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دی جائیں، مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے ''میں نے تجھے تین طلاقیں دیں'' یہ تینوں طلاقیں اسی وقت نافذ ہو جائیں گی اگرچہ وہ شخص گناہ گار ہوگا۔ کیونکہ اس نے خلاف سنت طریقہ اختیار کیا۔

اس صورت میں نہ تو رجوع کر سکتا ہے اور نہ محض نکاح سے وہ عورت دوبارہ اس کی بیوی بن سکتی ہے بلکہ حلالہ کے بعد ہی وہ اسی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔

اس سے پہلے قرآن پاک کی آیت کریمہ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ طلاق دو مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو رجوع کر کے اچھی طرح رکھ لے یا نیکی کرتے ہوئے چھوڑ دے یعنی نہ تو مزید طلاق دے اور نہ رجوع کرے اور اگر تین طلاقیں دے دے تو اب جب تک وہ عورت دوسری جگہ نکاح نہ کرے پہلے خاوند سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

یاد رکھیں تین طلاقیں الگ الگ دیں یا ایک ہی بار تین طلاقیں دی جائیں، مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے ''میں نے تجھے تین طلاقیں دیں'' دونوں صورتوں میں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ حدیث کی مشہور کتاب موطا امام مالک میں ہے۔

اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ مِائَةَ تَطْلِیْقَةٍ فَمَاذَا تَرٰی

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلُقَتْ مِنْکَ ثَلاَ ثًا وَسَبْعٌ وَتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا اٰیَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا : (موطا امام مالک ص ۵۱۰)

ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاق دی ہے آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اسے تین طلاقیں ہو گئیں اور ستانوے طلاقوں کے ذریعے تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔

حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ حفص بن مغیرہ نے زمانہ رسالت میں اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے انہیں ان (خاوند) سے جدا کر دیا اور ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے معیوب قرار نہیں دیا۔ (سنن دار قطنی حصہ ۴ ص ۱۲)

یہی وجہ ہے کہ فقہ کے چاروں معروف سلسلوں (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے ائمہ کرام تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیتے ہیں۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی جذبات پر قابو پاتے ہوئے بیک وقت تین طلاقیں دے دیتے ہیں اور جب علماء کرام انہیں شرعی مسئلہ بتاتے ہیں کہ تینوں طلاقیں ہو گئی ہیں تو وہ ایک ایسے فرقے کے پاس چلے جاتے ہیں جو نہ کسی امام کو مانتا ہے اور نہ ہی وہ صحابہ کرام کے مسلک و مذہب کو تسلیم کرتا ہے۔ یہ لوگ سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے فتویٰ دیتے ہیں کہ تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوتی ہے۔ چونکہ ضرورت مند اندھا ہوتا ہے اس لئے ان کی بات پر عمل کر کے بعض حضرات زندگی بھر حرام کے مرتکب رہتے ہیں۔ یہ فرقہ اپنے مسلک پر

ایک حدیث پیش کرتا ہے حالانکہ محدثین کے نزدیک وہ حدیث صحیح نہیں اور اس کے ایک راوی طاؤس قابل اعتماد نہیں اور اس حدیث کے صحیح نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کے راوی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں حالانکہ حضرت ابن عباس خود تین طلاقوں کو تین قرار دیتے ہیں جیسا کہ ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ سے ایک بات روایت کریں اور پھر خود اس کے خلاف فتویٰ دیں۔ اس لئے حرام وحلال کے سلسلے میں احتیاط کا دامن تھامنے کی ضرورت ہے۔

یہ مختصری گفتگو اس لئے پیش کی گئی تا کہ ہمارے مسلمان بھائی اس مسئلے کی حقیقت کو سمجھیں اور کسی کے بہکانے میں نہ آئیں۔ اگر اس مسئلہ پر تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہیں تو شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی جلد ۳ صفحہ ۱۰۱۸ تا ۱۰۲۸ کا مطالعہ کریں۔

نوٹ: اگر کسی اسٹام نویس سے طلاق نامہ لکھانا ہو تو اسے کہہ دیا جائے کہ ایک طلاق لکھیں پھر جب وہ لکھ چکے تو پڑھ کر اس پر دستخط کریں، اگر اس نے تین لکھی ہوں تو دستخط نہ کریں۔

کنایہ کے الفاظ: جن الفاظ سے طلاق دینے کے لئے نیت ضروری ہے وہ کنایہ کہلاتے ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) وہ الفاظ جو طلاق کی نیت سے استعمال کئے جائیں تو طلاق رجعی واقع ہوگی یعنی عدت کے اندر اندر رجوع کرسکتا ہے، وہ تین الفاظ ہیں مثلاً کوئی شخص بیوی کو

طلاق کی نیت سے یوں کہے۔

(I) تو عدت گزار

(II) اپنا رحم (بچہ دانی) صاف کر

(III) تو ایک ہے

اگر ان الفاظ میں سے کوئی لفظ استعمال کیا اور طلاق کی نیت کی تو طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی

۲۔ وہ الفاظ جن کے استعمال سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی البتہ تین کی نیت کرے تو تین ہوں گی اور اگر دو کی نیت کرے تو ایک ہی واقع ہوگی۔ وہ الفاظ یہ ہیں

۱ تو جدا ہے

۲ تو حرام ہے

۳ تیری رسی تیری گردن پر۔

۴ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا

۵ تو علیحدہ ہے

۶ میں نے تجھے تیرے گھر والوں کو ہبہ کردیا

۷ میں نے تجھے چھوڑ دیا

۸ میں نے تجھے جدا کردیا

۹ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے

۱۰ اپنے آپ کو اختیار کر

۱۱ پردہ کرلے

۱۲ چادر اوڑھ لے

۱۳ اجنبی ہو جا

۱۴ نکل جا

۱۵ چلی جا

۱۶ اٹھ جا

۱۷ اور خاوند تلاش کر لے

نوٹ: (۱) ان الفاظ سے طلاق تب واقع ہو گی جب طلاق کی نیت سے یہ الفاظ استعمال کئے جائیں۔

(۲) طلاق بائن کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسے دوبارہ رکھنا چاہے تو صرف رجوع سے کام نہیں چلے گا بلکہ دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا۔ البتہ اگر تین طلاقوں کی نیت کی تھی تو اب حلالہ کے بغیر اسے دوبارہ نکاح میں نہیں لا سکتا۔

خلع: اسلام ایک ایسا رحمت بھرا دین ہے جس میں ظلم نام کی کوئی چیز نہیں۔ اس لئے اسلامی قانون جہاں مرد کو حقوق دیتا ہے وہاں اس دین میں عورت کے لئے بھی حقوق کا ذکر اور ان کے تحفظ کی ضمانت پائی جاتی ہے اگرچہ دائرہ کار الگ الگ ہے۔ طلاق دینے کا اختیار مرد کو حاصل ہے، قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ — نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔

(سورۃ بقرہ آیت ۲۳۷)

یعنی طلاق دینے کا اختیار خاوند کو ہے کسی دوسرے شخص کو یہ حق حاصل نہیں

ہے۔ لیکن عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ خاوند کے ساتھ زندگی گزارنے میں تنگی محسوس کرتی ہے اور خاوند اس سے حسن سلوک کا مظاہرہ نہیں کرتا تو وہ طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے اور اس کو شریعت کی اصطلاح میں خلع کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ

(سورہ بقرہ آیت ۲۲۹)

پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں میاں بیوی اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ عورت کچھ فدیہ دے کر جان چھڑا لے۔

خلع کی صورت یہ ہے کہ عورت خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرتے ہوئے یوں کہے کہ میں تمہیں اتنی رقم دیتی ہوں تم مجھے طلاق دے دو یا جو مہر کی رقم تمہارے ذمہ ہے وہ رکھ لو اور مجھے طلاق دے دو۔ اگر مرد اس بات کو تسلیم کر لے تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور عورت پر اس رقم کی ادائیگی یا مہر وصول نہ کرنا لازم ہو گا۔ خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

اَلْخُلْعُ تَطْلِيْقَةٌ بَائِنَةٌ (ہدایہ اولین ص ۳۸۴)

خلع ایک طلاق بائن ہے۔

مرد کی ذمہ داری

اگر مرد کی طرف سے زیادتی کی وجہ سے عورت طلاق لینے پر مجبور ہو جائے تو خاوند کو چاہیے کہ اس کے مطالبہ پر کسی معاوضہ کے بغیر طلاق دے اور اس سے کچھ بھی

نہ لے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا: (سورہ نساء آیت نمبر ۲۰)

اور اگر زیادتی یا نافرمانی عورت کی طرف سے ہو تو صرف مہر کی رقم پر خلع کرے یعنی اگر وہ رقم دے دی ہے تو اتنی ہی رقم واپس لے اور اگر ابھی تک مہر کی رقم ادا نہیں کی تو وہ خلع کے بدل کے طور پر رکھ لے اس سے زیادہ رقم نہ لے۔

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حضرت زینب بنت عبداللہ نے خلع کا مطالبہ کیا۔ ان کا مہر ایک باغ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا تم وہ باغ واپس کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں: یہ باغ بھی اور اس کے ساتھ مزید بھی۔ آپ نے فرمایا ''زیادہ نہیں۔'' چنانچہ جو باغ مہر میں دیا گیا تھا اسی پر خلع ہوا حالانکہ یہاں زیادتی بھی عورت کی طرف سے تھی۔

(ہدایہ اولین ص ۳۸۴ حاشیہ نمبر ۱۴)

عدت: عورت، طلاق حاصل کرنے یا خاوند کے فوت ہونے کی صورت میں ایک خاص وقت تک دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی، اور اگر طلاق رجعی ہے تو اس عرصہ میں خاوند رجوع کر سکتا ہے۔ یہ مخصوص وقت ''عدت'' کہلاتا ہے۔

عدت کی اقسام: بنیادی طور پر عدت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) عدت طلاق

(۲) عدت وفات

عدت طلاق: اگر کسی عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت ''عدت طلاق'' کہلاتی ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اگر عورت کو حیض آتا ہے اور وہ حاملہ بھی نہیں تو تین حیض عدت گزارے گی یعنی طہر کی حالت میں اسے طلاق دی جائے گی۔ اس کے بعد جب تین حیض آ جائیں تو تیسرے حیض کے ختم ہونے پر عدت ختم ہو جائے گی۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (سورہ بقرہ آیت ۲۲۸)

جن عورتوں کو طلاق دی گئی وہ تین حیض ٹھہریں۔

(۲) اس کو کسی وجہ سے حیض نہیں آتا اور وہ حاملہ بھی نہیں ایسی عورت کی عدت تین مہینے ہے۔

ارشاد خداوندی ہے

وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ

(سورہ طلاق آیت ۴)

اور جن عورتوں کو حیض کی امید نہ رہے اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔

(۳) اور اگر وہ مطلقہ عورت حاملہ ہو تو بچہ پیدا ہونے تک اس کی عدت ہے۔ جب بچہ پیدا ہو گا تو عدت ختم ہو جائے گی۔ قرآن پاک میں ہے۔

اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (سورہ طلاق آیت ۴)

حاملہ عورتوں کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہے۔

نوٹ: عوام میں مشہور ہے کہ حاملہ عورت کو طلاق نہیں ہوتی، یہ قطعاً غلط ہے۔

عدت وفات: جب کسی عورت کا خاوند مرجائے تو اس کی عدت، عدت وفات کہلاتی ہے، اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اگر وہ بیوہ عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہے۔

(۲) اگر وہ حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْراً: (سورہ بقرہ آیت ۲۳۴)

اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ (بیویاں) اپنے آپ کو چار مہینے دس دن تک ٹھہرائیں۔

عدت کے احکام: جس عورت کو طلاق بائن دی گئی یا اس کا خاوند فوت ہو گیا تو وہ عدت کے دوران زیب و زینت نہ کرے، البتہ صاف ستھرے کپڑے پہننے اور غسل وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں اور جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی وہ بناؤ سنگھار کر سکتی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے اس طرح خاوند رجوع کر لے اور طلاق کے نقصانات سے محفوظ ہو جائیں۔

جس عورت کو طلاق دی گئی یا اس کا خاوند فوت ہوا، وہ عدت اسی مکان میں گزارے جہاں طلاق یا خاوند کی وفات ہوئی ہے، وہ رات اور دن میں کسی وقت باہر نہیں جا سکتی۔ اس دوران اس کے اخراجات خاوند کے ذمہ ہوں گے۔

البتہ بیوہ عورت رزق حلال حاصل کرنے کے لئے باہر جانے پر مجبور ہو تو

دن کو جا سکتی ہے لیکن رات وہیں واپس آنا پڑے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ. (سورہ طلاق آیت ۱)

نہ تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں

عدت کے دوران عورت کسی سے نکاح نہیں کر سکتی اور نہ ہی اسے نکاح کا پیغام دیا جائے جب تک عدت ختم نہ ہو جائے۔

اگر طلاق رجعی ہو تو عدت کے دوران خاوند رجوع کر سکتا ہے لیکن طلاق بائن کی صورت میں رجوع نہیں کر سکتا۔

حرف آخر

آپ کی معلومات کے لئے قدرے تفصیلی گفتگو کی گئی ہے لہٰذا ان معلومات سے غفلت ہرگز نہ برتی جائے اور خاص طور پر نیچے لکھی گئی باتوں کو بار بار پڑھیں بلکہ خوب یاد کریں اور اپنے دوست احباب کو بھی بتائیں۔

(۱) جہاں تک ہو سکے طلاق دینے سے پرہیز کیا جائے۔

(۲) اگر طلاق دینا ضروری ہو تو صرف ایک طلاق دی جائے اور خاوند اپنی بیوی سے یوں کہے "میں نے تجھے ایک طلاق دی۔"

(۳) اگر کسی وجہ سے یہ طلاق دے دی ہے تو کوشش کی جائے کہ عدت کے اندر اندر رجوع کر لیا جائے اور آئندہ کے لئے احتیاط سے کام لیا جائے اور اب یہ صرف دو طلاقوں کا مالک ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو باہم اتحاد و اسلام کے سنہری اصولوں پر عمل کرنے اور طلاق جیسی ناپسندیدہ چیز سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم

محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ لاہور

25 مئی 1995ء

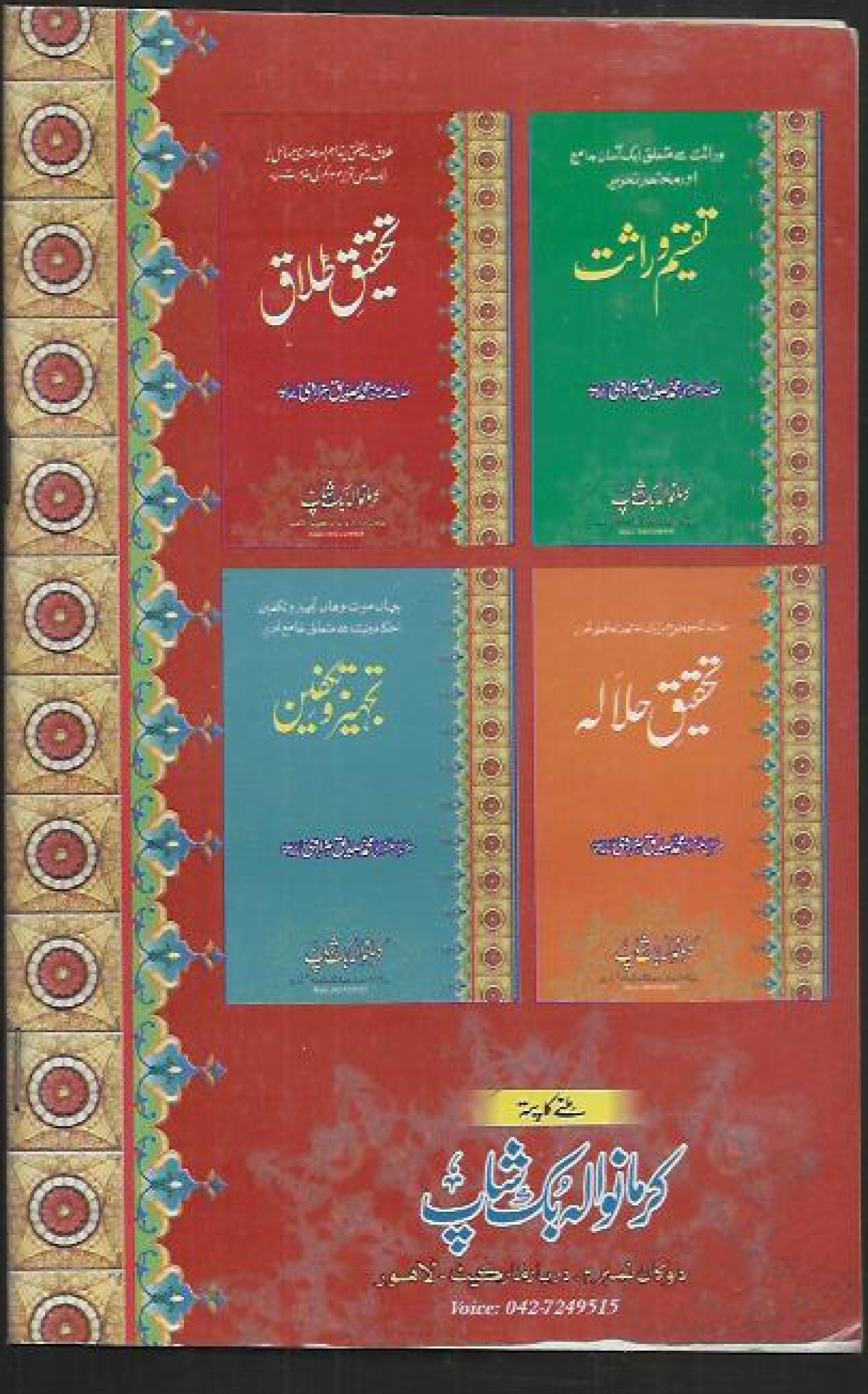
تحقیق طلاق
تقسیم وراثت
تجہیز وتکفین
تحقیق حلالہ
ملنے کا پتہ
کرمانوالہ بک شاپ
دوکان نمبر ۔ دربار مارکیٹ - لاہور
Voice: 042-7249515